عالم گیر مذہب

عیسائیت یا پولوسیت

بجواب

عیسائی پمفلٹ "کیا مسیح کا مذہب عالم گیر ہے؟"

من تصنیف

محمد اسلم رانا
ایڈیٹر ماہنامہ "طب و صحت"

اسلامی مشن سنت نگر۔ لاہور

عالمگیر مذہب صرف اسلام ہے

مسیح کا مشن محض اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں یعنی تورات پر عمل نہ کرنے والے یہودیوں کو راہِ راست پر لانا تھا۔ مسیح کا مذہب تورات تھا۔ ہیکلِ سلیمانی کی بربادی کی وجہ سے اس پر عمل درآمد ناممکن ہے یعنی مسیح کا مشن اور مذہب دونوں کی عالمگیری کا سوال خارج از بحث ہے۔

مسیح کے نام چلنے والے موجودہ مذہب پولوسیت کے پاس سرے سے کوئی شریعت یا ضابطہ حیات نہیں۔ شریعت موسوی کی عین ضد اور اس کی مخالفت میں زندگی بسر کرنے کا دوسرا نام پولوسیت ہے۔ جس پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ القصہ پولوسیت سرے سے کوئی مذہب نہیں ہے۔ یہ معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا، قواعد و ضوابط کے بغیر تو چند افراد کی ایک معمولی میٹنگ بھی نہیں ہو سکتی۔ ایک "عالمگیر" مذہب پولوسیت کیسے چل سکتا ہے؟

مسیحیت اور پولوسیت کے پیروکاروں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام اور صرف اسلام ہی عالمگیر مذہب ہے۔ اس لئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام نسلِ انسانی کے لئے تاقیامت پیغمبر ہیں (اعراف: ۱۵۸) انکی لائی ہوئی شریعت قرآن آخری اور ابدی شریعت ہے (بنی اسرائیل: ۸۶) دنیا بھر میں ہر ملک کے باسی قید زمان و مکان سے بالاتر ہو کر انکے فرمودات پر بآسانی چل سکتے ہیں۔ ع محمدؐ کی یہ محفل ہے جس کا جی چاہے آئے

عالم گیر مذہب ...... عیسائیت یا پولوسیت

بنی اسرائیل یا یہودیوں کے مشہور ترین پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے۔ آپ کو تورات کی عظیم الشان شریعت عطا ہوئی۔ تورات کے احکام کچھ اس طرح کے تھے کہ ان پر صرف یہودی ہی عمل کر سکتے تھے، اور وہ بھی ان کی عبادتگاہ (جس کی معروف شکل ہیکل سلیمانی تھی) میں ہی ممکن تھا۔ تورات کی مجوزہ عبادات قربانیاں صرف ہیکل میں ہی کاہن ہی گزار سکتے تھے۔ گویا یہ شریعت عارضی تھی اور ایک قوم (یہود) ایک علاقہ (فلسطین)، ایک عبادت گاہ (ہیکل سلیمانی) اور ایک محدود عرصہ کے لئے کار آمد تھی۔ کیونکہ جب ۷۰ء میں ہیکل سلیمانی تباہ و برباد ہو گئی تو تورات پر عملدر آمد کا امکان ختم ہو گیا۔ آئے دن کے دکھوں، مصیبتوں، لڑائیوں جھگڑوں اور جلاوطنیوں کی ماری ہوئی قوم یہود تورات کی کماحقہٗ حفاظت بھی نہ کر سکی۔ چنانچہ موجودہ تورات کو اس کے اصل نسخہ سے وہی نسبت ہے۔ جو بچے کھچے یہودیوں کو پونے تین ہزار برس بیشتر کی بنی اسرائیلی قوم سے ہے۔

حضرت موسیٰؑ کے بعد یہودیوں میں بہت سے انبیاء کرام برپا ہوئے۔ جن کا مشن تورات ہی کی تبلیغ و اشاعت تھا۔ اس ذی شان سلسلۂ انبیاء کی آخری کڑی حضرت مسیح علیہ السلام تھے۔ آپ کو بارگاہ الٰہی سے انجیل عنایت فرمائی گئی۔ لیکن انجیل کوئی باقاعدہ الگ، جدا اور ممتاز شریعت نہیں تھی۔ آپؑ تورات ہی کے احیاء کے لئے تشریف لائے تھے۔ مسیحی کتب مقدسہ شاہد ہیں۔

حضرت مسیحؑ کا مشن توراۃ کی تعلیم و حفاظت

آپؑ نے فرمایا" یہ نہ سمجھو کہ میں توراۃ یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں۔ ایک نقطہ یا ایک شوشہ توراۃ سے ہرگز نہیں ٹلے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے کسی کو بھی توڑے گا۔ اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا۔ وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا۔ لیکن جو ان پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا۔ وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا۔

(انجیل متی ۵ : ۱۷ - ۱۹)

رومن کیتھولک اردو بائبل نے اس پیراگراف کا عنوان رکھا ہے۔

"اکمال شریعت"

(۱) مسیحؑ کے چھونے سے ایک کوڑھی شفایاب ہو گیا۔ تو مسیحؑ نے اس سے کہا۔ خبردار کسی سے نہ کہنا بلکہ جا کر اپنے تئیں کاہن کو دکھا اور جو نذر موسیٰؑ نے مقرر کی ہے اسے گذران۔ تا ان کے لئے گواہی ہو۔ (متی ۸ : ۴)

(۲) آپؑ کا فرمان ہے "پس اگر تو قربان گاہ پر اپنی نذر گذرانتا ہو اور

وہاں تجھے یاد آئے کہ میرے بھائی کو مجھ سے کچھ شکایت ہے تو وہیں قربان گاہ کے آگے اپنی نذر چھوڑ دے ۔ اور جا کر پہلے اپنے بھائی سے ملاپ کر تب آکر اپنی نذر گذران" (متی ۵ : ۲۳ - ۲۴)

(۶) مسیحؑ کے زمانہ میں علماء یہود بے عملی کا شکار ہو چکے تھے ۔ اس لئے آپ نے اپنی قوم اور شاگردوں کو ہدایت فرمائی "فقیہ اور فریسی موسیٰؑ کی گدی پر بیٹھے ہیں ۔ پس جو کچھ وہ تمہیں بتائیں وہ سب کرو ۔ لیکن ان کے سے کام نہ کرو ۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں " (متی ۲۳ : ۲ ، ۳)

(۷) آپؑ سبت کے دن یہودی عبادت خانوں (انجیل مرقس ۱ : ۲۱) اور ہیکل سلیمانی میں جا کر یہودیوں کو تعلیم دیتے ، عبادت کرتے اور یہودیوں کی طرف سے ہیکل کے ناجائز استعمال پر انہیں سرزنش کرتے تھے (مرقس ۱۱ : ۱۵ ، ۱۷)

مسیحؑ برائے بنی اسرائیل

مسیحؑ یہودیوں کے لئے ہی مبعوث ہوئے تھے ۔

چنانچہ ان کی پیدائش سے پیشتر فرشتہ نے خوش خبری دی

"وہی اپنے لوگوں کو ان کے گناہوں سے نجات دیگا" (متی ۱ : ۲۱)

"بہت سے بنی اسرائیل کو خداوند کی طرف جو ان کا خدا ہے ۔ پھیرے گا (لوقا ۱ : ۱۶)

امت اسرائیل کے لئے منجی ہونے کی پیشگوئیاں بھی کی گئی تھیں (لوقا ۲ : ۱۰ ، ۱۱)

(۱) جب مسیحؑ نے تبلیغ شروع کی تو یہودیوں کو خطاب کیا۔ اور اپنے دائرہ کار کو یہودیوں تک ہی محدود رکھا۔ ایک غیر یہود عورت کی رحم کی درخواست پہ غیر یہودیوں کو کُتے قرار دیا۔ (متی باب ۱۵) آپ نے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے لئے اپنے بارہ شاگرد مقرر کئے (متی ۲۰ : ۲۸)

واشگاف الفاظ میں اعلان کیا "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ (متی ۱۵ : ۲۴)

یعنی مسیح علیہ السلام صرف غفلت شعار اور بداعمال فاسق و فاجر یہودیوں کو راہ راست پہ لانے یعنی تورات پہ سختی سے عمل پیرا ہونے کی تلقین کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔

(۱۱) کتابچہ میں لکھا ہے۔ جب آپ نے بارہ رسولوں کو فلسطین میں منادی کے لئے بھیجا۔ تو آپ نے ان کو حکم دیا۔ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔ (متی ۱۰ : ۵)

یہ ممکن ہے کہ خداوند کے اس حکم کا تعلق کسی خاص تبلیغی دورہ سے ہو۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارے خداوند کا خود اپنا دستور چند مستثنیٰ صورتوں کے اسی اصول کے مطابق تھا۔ خود آپ نے اسی ہدایت پہ عمل کیا جو آپ نے رسولوں کو منادی کے لئے بھیجتے وقت فرمایا تھا۔"

یعنی مصنف کو خود بھی اقبال ہے کہ مسیح برائے بنی اسرائیل ہی تھا۔
اس اصول سے چند مستثنیات البتہ تھیں۔
تاریخ کلیسا کے مطابق بھی مسیح کی سرگرمیوں کا محور و مرکز قوم یہود ہی کی اصلاح تھی۔ پروفیسر فشر لکھتے ہیں:۔
اس کی اپنی کوششیں تو اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں تک ہی محدود رہیں

(HISTORY OF THE CHRISTIAN CHURCH BY PROF. GEORGE PARK FISHER D.D. LL.D 1888, P. 23)

(۷) **مسیح کا شاگردوں کو حکم:** مسیح نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا۔ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔ (متی ۱۰ : ۶)

شاگرد مسیح کے اس حکم پر چلتے رہے چنانچہ پطرس نے کہا:۔
"اسی کو خدا نے مالک اور منجی ٹھہرا کر اپنے داہنے ہاتھ سے سربلند کیا، تاکہ اسرائیل کو توبہ کی توفیق اور گناہوں کی معافی بخشے" (اعمال ۵ : ۳۱)

عالمگیر عیسائیت یا پولسیت

یہودیوں نے مسیح کو قبول نہ کیا۔ آپ کے شاگردوں کی دعوت پر بھی کان نہ دھرا۔ مقام حیرت و استعجاب ہے۔ کہ مسیحیت دنیا کے کونے کونے میں موجود ہے۔ اور اسے دنیا کا سب سے بڑا

مذہب ہونے کا دعویٰ بھی ہے ۔ اور اس مذہب کے مسیحی نام لیوا غیر یہودی اقوام سے تعلق رکھتے ہیں ۔

ان حالات میں ایک عام شخص سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ یہ لوگ مسیحؑ کے پیروکار کیسے اور کیوں کہلا سکتے ہیں اور آیا مسیحیت کے نام پر واقعی مسیحؑ کا مذہب تورات یا یہودیت چل رہا ہے یا بات کچھ اور ہے؟

مسیحیت کے علمبرداروں کو بھی اس امر کا شدید احساس ہے کہ وہ غیر یہود ہونے کے باوجود مسیحؑ کی پیروکاری کا دم کیسے بھر سکتے ہیں؟ چنانچہ ۱۹۶۳ء میں باہتمام مسٹر ایف ڈی وارث سیکرٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور کے شائع کردہ دس صفحات کے ایک پمفلٹ بعنوان "کیا مسیحی مذہب عالمگیر ہے؟" میں اس سوال کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ اور بزعم خویش یہ ثابت کیا گیا ہے ۔ کہ مسیحؑ کا پیغام یہودیوں تک ہی محدود نہیں تھا مسیحؑ کا اصل مقصد اسے غیر اقوام تک پہنچانا اور انہیں اپنے پیروکار بنانا تھا ۔

دعویٰ

موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ہم اس کتابچہ کے مندرجات کا جائزہ لیں گے ۔ واللہ الموفق

لکھا ہے "دوسرے مذاہب میں اکثر ان کے پیرو اپنے بانی کی تعلیم سے بہت دور جا پڑے ہیں ۔ اب اگر مسیحی مذہب دنیا کے مذاہب میں محض ایک مذہب ہوتا ۔ تو ہم یہ خیال کرتے کہ خداوند یسوع کے

اعلیٰ اصول لوگ سمجھنے سے قاصر رہے ہوں گے۔ اور اس لئے ابتداء ہی سے اس میں تبدیلی ہونا شروع ہو گئی ہو گی۔

مطالعہ ہم نے خیال کیا کرتا ہے "ہیچ مچ ہوا بھی ایسا ہی تھا۔ کہ مسیح کی زندگی میں ہی لوگ اس کی حیثیت، مقام اور پروگرام سمجھنے سے قاصر رہے۔ انجیل متی میں لکھا ہے:۔

"جب یسوع قیصریہ فلپی کے علاقہ میں آیا تو اس نے اپنے شاگردوں سے یہ پوچھا۔ کہ لوگ ابن آدم کو کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ بعض یوحنا بپتسمہ دینے والا کہتے ہیں۔ بعض ایلیاہ۔ بعض یرمیاہ یا نبیوں میں سے کوئی اس نے ان سے کہا۔ مگر تم مجھے کیا کہتے ہو۔ شمعون پطرس نے جواب دیا۔ کہ تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔۔۔۔ اس وقت اس نے شاگردوں کو حکم دیا کہ کسی کو نہ بتانا کہ میں مسیح ہوں" (متی باب ۱۶)

مسیح تمثیلوں میں باتیں کیا کرتا تھا۔ جب اس کے ساتھیوں اور شاگردوں نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا "تاکہ وہ دیکھتے ہوئے دیکھیں اور معلوم نہ کریں اور سنتے ہوئے سنیں اور نہ سمجھیں ایسا نہ ہو کہ وہ رجوع لائیں اور معافی پائیں" (مرقس ۴ : ۱۲)

جب کہ مسیح اپنے آپ کو چھپاتا تھا۔ لوگوں کو عمداً اندھیرے میں رکھنا چاہتا تھا۔ تعلیم ایسے دیتا تھا۔ کہ سامعین کی سمجھ میں کچھ نہ آئے اور وہ حسب سابق بدستور گمراہ رہیں۔ ایسے میں لوگوں

نے خود اسے اور اس کے "اعلیٰ اصولوں" کو سمجھنے سے قاصر ہی تو رہنا تھا''
فی الواقع اس کے "اعلیٰ اصول" کسی کی سمجھ میں آئے بھی نہ کیونکہ جب اس کے عزیزوں نے یہ سنا تو اسے پکڑنے کو نکلے کیونکہ وہ کہتے تھے کہ وہ بے خود ہے۔ (مرقس ۳ : ۲۱)

اور وقت کے حاکموں نے اسے اس قدر سمجھا کہ اسے پکڑ کر حد درجہ ذلیل و خوار کیا اور مصلوبیت کی لعنتی موت مار کر دم لیا۔

اس موقع پر انسائیکلوپیڈیا پریشان خیالی میں رقم طراز ہے:

"مذہب اور علم الٰہی کے طویل ارتقا نے یہ سمجھانے کے لئے چھان بین کی ہے کہ وہ کیا تھا اور کیا چاہتا تھا۔"

(انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۹۷۹ء جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۱۵ کالم ۲)

واضح ہو کہ عیسائیت کا مشہورترین عقیدہ تثلیث کی تہ میں بھی مسیحؑ کی حیثیت متعین کرنے کا جھنجھٹ ہی پنہاں تھا۔ جو پونے دو ہزار برس بجائے خود بھی معمہ بنا رہا حتیٰ کہ باشعور طبقہ اسے ناقابلِ حل قرار دے کر ترک کر گیا۔

تو ان حالات میں یہ کہنا اور سمجھنا بالکل آسان ہے کہ "خداوند کے اعلیٰ اصول لوگ سمجھنے سے قاصر رہے۔ اور اس لئے ابتدا ہی سے اس میں تبدیلی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ اور غیر یہودیوں کا اپنے آپ کو مسیحؑ کے پیروکار کہلانا اس کا نقد ثبوت!

بلکہ یہ کہنا صحیح تر ہے۔ کہ مسیح کا مذہب مسیحؑ کی زندگی میں ہی بگڑا پڑا تھا۔

دعویٰ ۲ کیا مقدس پولوس کا مذہب خداوند مسیح کے مذہب سے بہتر تھا؟

کتابچہ کے مصنف کا یہ سوال ثابت کرتا ہے۔ کہ اس کے نزدیک دو علیحدہ مذہب ہیں۔ (۱) حضرت مسیحؑ کا مذہب

(۲) مقدس پولوس کا مذہب

"قدیم مسیحیوں کا میلانِ طبع جس کا اظہار انہوں نے غیر قوم یونانی اور رومی بلکہ وحشی اقوام کے درمیان انجیل کی اشاعت کر کے کیا خداوند مسیحؑ کے میلانِ طبع پر ایک نمایاں فوقیت رکھتا ہے۔"

مطالعہ ایک ہی سانس میں مسیحؑ کو خدا کہنا اور پھر "قدیم مسیحیوں کے میلانِ طبع" کو خداوند مسیحؑ کے میلانِ طبع پر نمایاں فوقیت رکھنے والا" قرار دینا!

صاحبو! یہی بنائے فساد ہے۔ یہی کج فہمی اور بے راہروی ہے۔ جو پڑھ سکتا ہے۔ پڑھ لے۔ جس کے کان ہوں سُن لے جو دیکھ سکتا ہو۔ جان بوجھ کر گمراہی اور ضلالت کے گڑھوں میں عمداً چھلانگیں لگانے والوں کو دیکھ لے۔

؎ محرم ہی تو نہیں ہے نوا ہائے راز کا
یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

دعویٰ ۳ : یہ مقابلہ اس قدر عجیب ہے کہ بعض لوگوں کا سوال ہے۔ کہ مسیحی مذہب کا بانی یسوعؑ کی بجائے پولوس نہیں تھا؟ کیا یہ ممکن نہیں ہے۔ کہ پولوس نے خود اپنے خیالات کو رواج دینے کے لئے یسوعؑ کے اثر اور نام کا استعمال کیا۔ اور کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ یسوعؑ کو عزت کے سب سے بلند ترین مقام پہ رکھنے کا مدعی بن کر خود اپنے آقا سے بھی اعلیٰ مقام تک پہنچ گیا۔

مطالعہ : ہمارے نزدیک ان تمام سوالات کا جواب اثبات میں ہے "ہاں" ہے۔

جو عیسائیت ہمارے سامنے ہے۔ اس کا تانا بانا اور ڈھانچہ کچھ اس قسم کا ہے۔ کہ اس میں اس کا اصل بانی اور اس کی تعلیم پس منظر میں چلے گئے ہیں۔ اور مسیح اور اس کی تعلیم کے نام پہ پولوس اور اس کے نظریات وافکار جاری وساری ہیں۔

بائبل کی کتاب اعمال میں صراحت سے بزبان پولوس ہی مذکور ہے کہ وہ یہودی تھا۔ مسیح اور اس کے نام لیواؤں کا سخت دشمن تھا۔ علما یہود کے پروانوں کی مدد سے وہ مسیحؑ کے پیروکاروں (جو صرف اور صرف یہودی تھے) کو پکڑنا، مارنا، پیٹنا اور قتل تک بھی کر ڈالتا تھا۔ پھر اس نے مشہور کیا کہ رویا میں مسیحؑ نے مجھے اپنا لیا ہے اس پہ وہ شخص مسیح کا پیروکار اور زبردست مبلغ و داعی بن گیا۔

معلوم یوں ہوتا ہے کہ اس شخص نے مسیحیوں کو ختم کرنے کی بجائے مسیحیت اور پیغامِ مسیح کو ختم کرنے کی ٹھانی۔ اس کے لئے رویا کا سوانگ رچایا اور مسیح کے داعی اور مبلغ کے روپ میں مسیح کے پیغام، تعلیمات اور اس کے مشن کی اس قدر زبردست اور بھرپور مخالفت کی کہ مسیح اور اس کے شاگرد سین سے بالکل غائب ہو گئے۔

مسیحؑ اور پولوس کی تعلیمات کا موازنہ و مقابلہ

(۱) یہود و غیر یہود میں تبلیغ: باوضاحت بتایا جا چکا ہے۔ کہ مسیحؑ یہودی تھا۔ اور برائے یہود ہی برپا ہوا تھا جبکہ پولوس کے مخاطب اور پیروکار غیر یہود تھے۔ چنانچہ وہ اپنے آپ کو بار بار "غیر قوموں کا رسول" لکھتا ہے۔ (رومیوں ۱۱: ۱۳، اعمال ۲۲: ۲۱)

آج کل دنیا میں جتنے بھی عیسائی ہیں۔ اپنے آپ کو مسیحؑ کے پیروکار بتاتے ہیں۔ سب کے سب پولوس کی کھیتی ہیں۔ اور مسیحؑ کے مذہب کے نام پہ پولوس کی پولوسیت کا دم بھرنے والے ہیں۔

(۲) شریعت: مسیحؑ شریعت موسوی کا پابند اور علمبردار تھا۔ جبکہ پولوس تو ان کا سخت مخالف اور شدید ترین دشمن تھا اور اس کی بیخ کنی کا آرزومند تھا اس نے پرچار کیا کہ "مسیح شریعت کا انجام ہے" (رومیوں ۱۰: ۴)

شریعت لعنت ہے۔ مسیحؑ صلیب پہ لٹک کر ہمیں اس لعنت سے

چھڑا گیا (کلیسیوں ۳ : ۱۳) مسیح نے حکموں کی وہ دستاویز مٹا ڈالی جو ہمارے نام پر اور ہمارے خلاف تھی اور اس کو صلیب پہ کیلوں سے جڑ کر سامنے سے ہٹا دیا۔ (کلسیون ۲ : ۱۴) وہاں نہ یونانی رہا نہ یہودی نہ ختنہ نہ نامختونی نہ وحشی نہ سکوتی نہ غلام نہ آزاد صرف مسیح سب کچھ اور سب میں ہے۔"

(کلسیون ۳ : ۱۱)

اور مسیح مختون تھا

جب مسیح سب کچھ اور سب میں پھر اس کی پیروی میں ختنہ کیوں نہیں کراتے ۔ ختنہ شریعت موسوی کا ایک اہم ترین حکم تھا ۔ ابراھیم کے وقتوں سے چلا آرہا تھا ۔ غیر یہود اقوام ختنہ کی مخالف تھیں ۔ پولوس نے ان کی خوشنودی کی خاطر کہا "نہ ختنہ کوئی چیز ہے نہ نامختونی"

(۱۔ کرنتھیوں ۷ : ۱۹)

اگر تم ختنہ کراؤ گے تو مسیح سے تم کو کچھ فائدہ نہ ہوگا ۔ بلکہ میں ہر ایک ختنہ کرانے والے شخص پہ پھر گواہی دیتا ہوں کہ اسے تمام شریعت پر عمل کرنا فرض ہے۔ (گلیتون ۵ : ۲،۳)

بھلا کھلے بندوں مزے اڑانے والے بت پرستوں کو شریعت موسوی کے چکر میں پھنسنے کی کیا مصیبت تھی ۔ انہیں تو ایسی تعلیم چاہیئے تھی کہ "مسیح نے ہمیں آزاد رہنے کے لئے آزاد کیا ہے ۔ پس

قائم رہو اور دوبارہ غلامی کے جوئے میں نہ جتو۔ (گلیتون ۵: ۱)
دیکھا پولوس شریعت کو "غلامی کا جوا" کہہ کر اس کا مذاق اُڑاتا ہے۔ تورات موسوی کی عبادات کا مرکزی نقطہ یروشلیم کی ہیکل سلیمانی اور اس میں گذاری جانے والی قربانیاں تھیں۔ پولوس کا ایک شاگرد رشید ان الفاظ میں انہیں ٹھٹھا کرتا ہے۔ "ہم کو یہ ہدایت ملی ہے کہ . . . کہیں دائمی سکونت کا خیال نہ باندھیں اور یہاں کسی شہر سے دل نہ لگائیں . . . . نہ فقط یہودی قوم کی طرح مرد، جانوروں کی قربانیاں گذرانیں" (میزان الحق صفحہ ۷۸ مصنفہ پادری سی جی فانڈر ڈی ڈی)
موجودہ عیسائیت کی تعمیر تورات کے قبرستان میں ہوئی ہے۔
(۷) پطرس کو سرزنش! یہودی غیر یہودیوں سے سخت نفرت کرتے اور ان سے دور رہتے تھے۔ جب مسیح کے لائق ترین شاگرد اور اس کے مقرر کردہ جانشین پطرس (متی ۱۶: ۱۹) نے انطاکیہ میں غیر یہود مسیحیوں سے پرہیز کیا تو پولوس نے اسے سخت ڈانٹ پلائی، اسے یہودیوں اور اپنے آپ کو غیر یہودیوں کو خوشخبری دینے والا بتایا۔ (گلیتون باب ۲)
مسیح کے شاگرد یہودیوں کو دعوت دیتے تھے۔ ان کا ہیڈکوارٹر یروشلیم تھا۔ اور غیر قوموں کے رسول پولوس کا انطاکیہ میں ہیڈکوارٹر تھا۔ اس طرح دونوں پارٹیوں کی راہیں جدا جدا تھیں۔

(۷) مسیحؑ کے نہیں پولوس کے پیروکار:۔

(۱) یہودیوں میں ختنہ کرانا لازمی ہے۔ مسیحؑ خود بھی مختون تھا۔ مسیحؑ کے اصل پیروکار یہودی بھی ختنہ کراتے تھے۔ اس بحث میں پادری ڈملو لکھتے ہیں: "رسولوں کے اعمال کی کتاب اور رومیوں، گلتیوں اور کلسیوں کے نام پولوس کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہودی مسیحی اپنے غیر یہودی مسیحی بھائیوں پر بھی ختنہ کی پابندی لازم قرار دیتے تھے۔ اس کشمکش میں پولوس اپنے نو مریدوں کو یہودیت کے جوآ سے آزاد کرانے میں کامیاب ہو گیا"۔

(تفسیر ڈملو صفحہ ۲۰ کالم ۲)

یعنی غیر یہودی عیسائی مسیحؑ کے نہیں پولوس کے پیروکار ہیں جبھی تو پولوس کی پیروی میں یہ لوگ ختنہ نہیں کراتے۔ اگر یہ غیر اقوام مسیحؑ کے پیروکار ہوتے تو مسیحؑ کی پیروی اور شریعت موسوی کی تعمیل میں ختنہ کرانے اور یہودیت کے جوآ (ختنہ) سے آزادی پر خوشیاں نہ مناتے۔

(ب) انطاکیہ میں شاگردوں کے مسیحی کہلانے کے موقع پر بھی فاضل مفسر رقم طراز ہے: "اس نام کا دیا جانا اس حقیقت کا اظہار ہے۔ کہ بات ایک نئے یہودی فرقہ سے زیادہ تھی۔ کلیسا میں بہت سے غیر یہودیوں اور وہ بھی یہودی ہوئے بغیر، کی شمولیت اور یسوعؑ کی موسیٰؑ سے برتر ہونے کی تعلیم عیسائیت کو نیا مذہب

سمجھنے والوں کو مکمل طور پر حق بجانب قرار دیتی ہے"۔
(تفسیر ڈملو صفحہ ۸۳۳ کالم ۱)

یعنی پولوس کا مذہب، عیسائیت، یہودیت، تورات یا مسیح کے مذہب سے جدا اور نیا مذہب ہے۔ مسیح سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

اب بھی مسیح کے مذہب کی حقیقت سمجھنے میں کوئی کسر ہو تو شائقین پروفیسر ڈین کے ان الفاظ کو غور اور توجہ سے پڑھیں "پر یعنی طور پر یہاں بیان کیا گیا ہے۔ کہ شاگرد پہلے انطاکیہ ہی میں مسیحی کہلائے ..." یہ نام یروشلیم میں رکھنا ناممکن تھا۔ کیونکہ وہاں سب کے سب شاگرد یہودی تھے اور غیر اقوام والے تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ کہ یہ دیگر یہودیوں سے کس طرح مختلف ہیں۔" (خلاصہ تاریخ بائبل مصنفہ پروفیسر لی ایس ڈین ایم۔ اے ایڈیٹر بی ایل ٹرنر صفحہ ۱۸۶ کالم ۲)

(ج) مانچسٹر یونیورسٹی میں تقابل ادیان کے فاضل پروفیسر ایس جی ایف برنیڈن ایم اے ڈی ڈی اپنی عظیم الشان ورلافانی تالیف میں لکھتے ہیں "مسیحیت ایک یہودی مسیحی تحریک کی حیثیت سے گلیل (فلسطین کے ایک صوبہ) (دائم) میں شروع ہوئی۔ اس کا مرکزی نقطہ یسوع ناصری تھا مسیح کی مصلوبیت کے بعد یروشلم تحریک کا صدر مقام بن گیا۔ جو بنیادی طور پر یہودیت ہی رہی۔ یہ تحریک مسیح کی حیثیت سے یسوع کی فاتحانہ واپسی کی امید میں تھی کہ وہ آکر اسرائیل کی سلطنت کو پھر سے بحال کرے گا۔ زیادہ تر پولوس کی

کوششوں سے فلسطین کے باہر غیر یہودیوں میں ایک نئی شکل کا مذہب
پھیلایا گیا۔ جس میں یسوع کو یہودیوں کے مسیحا کی بجائے عالم گیر نجات
دہندہ دیوتا کی حیثیت سے پیش کیا گیا۔ (A DICTIONARY OF
COMPARATIVE RILIGIONS BY S. G. F.
BRANDON M. A, D.D: 1974 P373 VOL. 2)
امید ہے کہ قارئین کرام پر یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی
ہو گی۔ کہ پولوس یسوع کو عزت کے سب سے بلند ترین مقام پر رکھنے
کا مدعی بن کر خود اپنے آقا سے بھی اعلیٰ مقام پر پہنچ گیا۔ نئے مذہب
کا بانی بن بیٹھا۔

دعویٰ نمبر ۲ مقدس پولوس کے خطوط اور مقدس یوحنا کی
انجیل میں بہت فرق ہے۔ دونوں مصنفوں
نے اپنے خیالات کا اظہار جداگانہ کیا ہے۔ ان کی طرزِ عبادت علیحدہ۔
ان کا فلسفہ علیحدٰہ ہے۔ مقدس پولوس کا مقدس یوحنا سے سیکھنا ممکن
نہیں اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ مقدس یوحنا نے مقدس پولوس سے سیکھا ہو
ان دونوں مصنفوں کو سمجھنے کے لئے ہمیں ماننا پڑتا ہے۔ کہ ان کے مدِنظر
ان سے کہیں اعلیٰ ترین ہستی تھی یعنی یسوع مسیح۔ مضمون

مطالعہ: پولوس کے خطوط اور یوحنا کی انجیل کا ایک ہونا
عیسائیوں کے ہاں بھی مسلّم ہے۔ فاضل مصنف کا اقبال پڑھ ہی لیا۔ ہم
واضح کریں گے کہ ان کا فلسفہ بھی علیحدہ نہیں وہ بھی ایک ہے۔

عین ممکن ہے کہ پولوس اور یوحنا نے ایک دوسرے سے کچھ نہ سیکھا ہو لیکن اتنا ضرور ہے کہ دونوں یونانیوں کے شاگرد ضرور یا بالضرور تھے۔ یونانیت میں رنگے ہوئے تھے۔ دونوں کی تصنیفات یونانی فلسفہ سے معمور و لبریز ہیں

(۱) انجیل یوحنا کے شروع میں لکھا ہے۔" ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اسی کے وسیلہ سے پیدا ہوئیں۔ اور جو کچھ پیدا ہوا ہے اس میں سے کوئی چیز بھی اس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی"۔ یہ سارا یونانی فلسفہ ہے یونانی فلاسفر افلاطون کا پیش کردہ لوگاس ہے۔

انسائکلوپیڈیا کی رائے میں پولوس اس فلسفہ سے بہت متاثر تھا۔ چنانچہ کلسیون کے نام خط کے مندرجہ ذیل اقتباس میں انجیل یوحنا سے زیادہ لوگاس موجود ہے۔ پولوس لکھتا ہے" وہ ان دیکھے خدا کی صورت اور تمام مخلوقات سے پہلے موجود ہے۔ کیونکہ اسی میں سب چیزیں پیدا کی گئیں۔ آسمان کی ہوں یا زمین کی، دیکھی ہوں یا ان دیکھی، تخت ہوں یا ریاستیں، حکومتیں ہوں یا اختیارات سب چیزیں اسی کے وسیلہ سے اور اسی کے واسطے پیدا ہوئی ہیں۔ اور وہ سب چیزوں سے پہلے ہے۔ اور اسی میں سب چیزیں قائم رہتی ہیں۔ اور وہی بدن یعنی کلیسیا کا سر ہے۔ وہ ابتدا ہے اور مردوں میں سے جی اٹھنے والوں میں پہلوٹھا تاکہ سب باتوں میں اس کا اول درجہ ہو۔ کیونکہ باپ کو یہ پسند آیا کہ ساری معموری اسی میں سکونت کرے"۔

(کلیسیون ا: ۱۵ تا ۱۹) (انسائیکلوپیڈیا آف ریجن اینڈ ایتھکس جلد ۸
صفحہ ۱۲۳ کالم ۲)

کیونکہ اناجیل کے مطابق اسی لئے صلیب پر چڑھایا گیا ؟

(۱۱) دونوں مصنفین مسیح کو خدا ماننے میں بھی متفق ہیں۔

پروفیسر فشر لکھتے ہیں ۔" شروع میں ایمان کا اصول یہ تھا کہ یسوع ہی مسیح تھا ۔ جو بھی اس کی اس حیثیت کو مان لیتا ۔ اسے مسیحی بنا لیا جاتا ۔ پولوس اور یوحنا نے مسیح کے بنائے عالم سے پیشتر وجود اور خدائی کی واضح طور پر تعلیم دی" (ایضاً صفحہ ۴۲)

انجیل یوحنا تو یوحنا نے لکھی ہی مسیح کی خدائی ثابت کرنے کے لئے تھی (کلیسیا دی تواریخ مصنف فادر رینفرڈ او ایف کپ مطبوعہ ۱۹۵۸ء صفحہ ۱۶)

مانچسٹر یونیورسٹی کے پروفیسر پیک کے ہاں بھی پولوس مسیح کو خدا سمجھتا تھا ۔

(CHRISTIANITY ITS NATURE AND ITS TRUTH BY PROF. ARTHUR S. PEAKE D.D 1922. P. 229)

دعویٰ ۵ ۔ پولوس کو مسیحی مذہب کا بانی ایک لمحہ کے لئے بھی تصور کر لینا اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے کہ رسولی عہد میں مسیحی مذہب بگڑا ہوا نہیں تھا ۔ اور نہ خداوند مسیح کی مسیحیت میں کمی واقع کر کے بنایا گیا تھا ۔ اس حقیقت کی وجہ صرف یہی ہے کہ خداوند مسیح جو مُردوں میں سے جی اُٹھے اور زندہ ہیں اپنے پیروؤں کے ساتھ

برابر رہے "۔

مطالعہ :- (۱) واضح ہو کہ اس موقع پر مصنف اپنے سوال کا جواب دے رہا ہے۔ کہ کیا مقدس پولوس کا مذہب خداوند مسیح کے مذہب سے بہتر تھا؟ یعنی مسیحی مانتے ہیں کہ پولوس کا مذہب، مسیح کے مذہب سے جدا الگ اور علیحدہ ہے۔ اور پولوس پارٹی کا میلان طبع خداوند مسیح کے میلان طبع پر نمایاں فوقیت رکھتا ہے اب عیسائی مصنف نے پولوس کو مسیحی مذہب کا بانی (ایک لمحہ کے لئے ہی سہی) تسلیم کر تو لیا ہے۔ ع: لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اسی امر کا تو تصفیہ مطلوب تھا کہ مسیحی مذہب کا بانی پولوس ہے، یا نہیں؟ اب عیسائیوں نے اس حقیقت کو باوضاحت بشرح صدر تسلیم کر لیا ہے۔ کہ موجودہ مسیحیت، مسیحؑ کا مذہب نہیں پولوس کی پولوسیت ہے، فہو المطلوب کھیل ختم ہوا۔

(۱) (ا) رسولی عہد میں مسیحؑ کا مذہب بگڑا ہوا تھا یا نہیں۔ یہ بحث ثانوی حیثیت رکھتی ہے۔ (ب) رسولوں یعنی شاگردانِ مسیح میں پولوس کی شمولیت ہی رسولی عہد میں مسیحؑ کے مذہب کے بگڑا ہونے کا بین ثبوت ہے۔ (ج) پولوس کے مذہب کو مسیحؑ کے مذہب سے جدا مان لینا ہی اس حقیقت کا علی الاعلان اعتراف ہے کہ رسولی عہد میں مسیحی مذہب بگڑ گیا تھا مسیح کا مذہب نہیں رہا تھا (د) مسیحؑ کا مشن برائے یہود تھا۔ اور پولوس نے غیر یہود سے خطاب کیا۔ یہ مسیحؑ کے مذہب کے بگڑ اٹھنے کی واضح علامت ہے۔ اور خود تفصیل ہے۔ بگاڑ اسی کا نام ہے۔ مسیح کی مسیحیت میں کمی ہی ہے (ہ) مسیح اپنے پیروؤں کے برابر ساتھ نہیں رہے تھے۔ ۴۰ دن بعد اٹھا لئے گئے تھے۔ (اعمال ۱: ۳) کتاب اعمال کا اول باب پڑھ کر دیکھئے

شاگردوں کی سرگرمیاں اس کے بعد شروع ہوئی تھیں (س) پولوس مسیح کا مذہب بگاڑنے میں کامیاب ہی اس لئے ہوا تھا۔ کہ مسیح برابر اپنے پیروؤں کے ساتھ نہیں رہے تھے۔ بصورت دیگر پولوس مسیح کے مذہب کو بگاڑنے میں کامیاب نہ ہوتا۔ اور اگر صورت مذکورہ کے مطابق سمجھا جائے کہ مسیح اپنے پیروؤں کے ساتھ برابر رہے تو پولوس کو مسیح سے طاقتور ماننا پڑے گا!

گڑ کھائیں گلگلوں سے پرہیز اسے ہی تو کہتے ہیں۔

دعویٰ ۶ قابل غور یہ ہے کہ حضرت مسیح نے کبھی بھی اپنی تعلیم اور امیدوں کو اسرائیل تک محدود نہیں رکھا۔ دنیا یا زمین آسمانی مقام کے مقابلہ میں اس بڑے کام کی منظرگاہ ہے۔ جس کا آغاز آپ سے ہوتا ہے "میں زمین پر آگ ڈالنے آیا ہوں۔ اگر لگ چکی ہوتی تو میں کیا ہی خوش ہوتا"! (لوقا ۱۲ : ۴۹)۔ اگر خداوند مسیح کا مقصد یہ ہوتا کہ شاگردوں کا اثر اسرائیل تک ہی محدود رہے اور اس سے باہر نہ پایا جائے۔ تو آپ اس قسم کے جملے استعمال نہ کرتے

مطالعہ ایسے تمام حوالوں میں جہاں زمین یا دنیا کے الفاظ آئے ہیں اگر ان اصطلاحات پر مسیح کے مشن، دیگر اقوال اور شاگردوں کو تبلیغی ہدایات کے پس منظر میں غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس زمین اور دنیا سے مراد ارض فلسطین ہی مراد ہے۔ جب آپ زمین کہتے تھے تو اس سے ان کا مطلب وہ زمین تھی جہاں ان کی قوم یہود رہتی تھی جہاں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑیں رہتی تھیں۔ یہی ان کی دنیا تھی اسی لئے وہ برپا ہوئے تھے۔ ایسے حوالوں سے ہمیں ان کے مشن

کی عالم گیری کی غلط فہمی میں نہیں پڑنا چاہیئے ۔

دعویٰ ۱۷ چند بیانات سے بادشاہی کا اسرائیلی سرحدوں سے باہر پھیل جانا ظاہر ہوتا ہے ۔ لوقا کی انجیل کے سولھویں باب کی سولھویں آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد قدیم نے جو حدیں مقرر کی تھیں وہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کی آمد پر اور خدا کی بادشاہی کی منادی سے ہٹادی گئیں ۔ شریعت اور انبیاء یوحنا تک رہے اس وقت سے خدا کی بادشاہی کی خوشخبری دی جاتی ہے ۔ اور ہر ایک زور مار کر اس میں داخل ہوتا ہے ۔ متی کی انجیل کے آٹھویں باب کی ۱۱ویں آیت میں لکھا ہے "بہتیرے پورب اور پچھم سے آکر ابراہیمؑ، اضحاقؑ او یعقوبؑ کے ساتھ آسمان کی بادشاہت میں ضیافت میں شریک ہوں گے ۔ مگر بادشاہی کے بیٹے باہر اندھیرے میں ڈالے جائیں گے ۔ وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا ۔ (مقابلہ کرو لوقا ۱۳: ۲۹) یہ بادشاہی نہ صرف عالم گیر ہے ۔ بلکہ غیر قوموں سے زیادہ یہودیوں کو اس میں شریک ہونے کا حق بھی حاصل نہیں ہے ۔"

مطالعہ (۱) ہم اپنے کتابچہ کے شروع میں مناسب سی وضاحت کر چکے ہیں ۔ کہ مسیح نبیوں کی کتابوں یا تورات کو منسوخ نہیں بلکہ پورا کرنے آیا تھا ۔ ایسے میں انجیل لوقا کے اس نوشتہ کی کوئی وقعت نہیں کہ "شریعت اور انبیاء یوحنا تک رہے ۔"

(۱۱) شریعت موسوی ایک ابدی حقیقت تھی ۔ تورات میں اس کی منسوخی کا کوئی ذکر نہیں ۔ کہیں بھی نہیں لکھا ہے کہ (مسیحؑ یا) فلاں نبی کی آمد پر تورات منسوخ ہو جائیگی

(۱۱۱) تورات کو منسوخ اور اسے لعنت قرار دینیوالے موجودہ مسیحیوں (اور درحقیقت پولسیوں) کا ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے ساتھ آسمان کی بادشاہی میں شریک

ہونا محال ہے۔ جنون ہے۔ (۱۷) ہم جید مسیحی فضلا کی زبانی وضاحت کر آئے ہیں۔ کہ مسیحیت، یہودیت سے الگ، جدا ایک نیا اور علیحدہ مذہب ہے۔ اس کا ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے (مذہب اور ضیافت، تورات یا یہودیت) سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ حضرت مسیحؑ کے پیروکار نہیں بلکہ پولوس کے مذہب کے علمبردار (اور پولوسی) ہیں۔ جن کا مسیحؑ کے مذہب اور دشمن سے کوئی علاقہ نہیں انہیں مسیحؑ کا نام لیوا کہلانے کا بالکل حق نہیں۔ ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کی آسمانی بادشاہت صرف برائے یہود تھی۔ عالم گیر نہیں تھی۔ غیر یہود اقوام کے لئے نہیں تھی۔ جبکہ پولوسیت میں غیر قوموں سے زیادہ یہودیوں کو اس میں شریک ہونے کا حق بھی حاصل نہیں ہے۔"

دعویٰ ۸:۔ پہلی تین انجیلوں میں ہم پڑھتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح بشارت کے کام کو شروع کرنے سے پیشتر بیابان میں گئے اور چالیس دن روزہ رکھ کر بھوک و پیاس کی برداشت کی اور تب شیطان نے آپ کو آزمایا۔ مقدس متی اور لوقا اس آزمائش کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "پھر ابلیس اسے ایک بہت اونچے پہاڑ پر لے گیا اور دنیا کی ساری بادشاہیاں اور ان کی شان و شوکت اسے دکھائی اور اس سے کہا کہ اگر تو جھک کر مجھے سجدہ کرے تو سب کچھ تجھے دے دوں گا۔ یسوعؑ نے اس سے کہا۔ اے شیطان دور ہو۔ کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر" اب یہی حقیقت کہ یہ آزمائش اس صورت میں آئی کہ (اطاعت الٰہی کے عوض آپ دنیا خرید لیں۔ ظاہر کرتی ہے کہ ابتدا ہی سے بشارت کے کام

کو شروع کرنے سے قبل آپ کی نگاہ ایسی بادشاہی پہ نہ تھی کہ جس میں ساری دنیا شامل ہوتا آزمائش کی باتوں کا انکار کر کے آپ عالمگیر بادشاہی سے دست بردار نہیں ہوئے۔ بلکہ شیطان کے طریقہ پہ اس بادشاہی کو حاصل کرنے سے آپ دستبردار ہوئے۔

مطالعہ (۱) یسوع کو بیابان میں روح لے گیا تھا اور خود نہیں گئے تھے۔

(۱۱) عیسائی عقیدہ کے مطابق مسیح خدا۔ عین خدا اور بالکل صحیح مکمل خدا تھا شیطان خدا کو کیسے آزما سکتا ہے۔

(۱۱۱) جب مسیح خود خدا تھا تو اس کا خدا کو سجدہ کرنے کا [illegible] یہاں مسیح کو کہنا چاہیئے تھا۔ کہ میں تو خدا خود ہوں۔ میں سجدہ کے [illegible] میرا کسی کو سجدہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(۴) شیطان دنیا کا مالک نہیں ہے۔ اسے دنیا کی بادشاہیاں اور ان کی شان و شوکت کسی کو دینے کا قطعاً کوئی اختیار نہیں۔ یہ سرے سے کوئی آزمائش نہیں تھی۔ یہ ساری کہانی بے بنیاد ہے۔ افسانہ نویسی ہے بھلے مانسو! عالمگیر بادشاہی مسیح کو دینا کون تھا۔ اس کا مشن مطالبہ کب تھا جس سے وہ دستبردار نہ ہوا۔ بقول اناجیل نویس یہ سارا حقیقت سے بے تعلق ڈھونگ تو شیطان کا رچایا ہوا تھا۔

(۵) بادشاہی کا حصول مسیح کا مقصد پروگرام کبھی بھی نہ تھا۔ یار لوگ خواہ مخواہ بادشاہی اور وہ بھی عالمگیر کے حصول کی خواہش اور اس سے دستبردار نہ ہونے کا الزام اس کے سر تھوپے جا رہے ہیں۔

انجیل یوحنا میں لکھا ہے "پس یسوع یہ معلوم کر کے کہ وہ آکر مجھے بادشاہ بنانے کیلئے پکڑنا چاہتے ہیں۔ پھر پہاڑ پر اکیلا چلا گیا۔ (یوحنا ۶: ۱۵) پادری ڈین بالکل ٹھیک لکھتے ہیں کہ مسیح کی عالم گیر بادشاہت روحانی تھی۔ (خلاصہ تاریخ بائبل صفحات ۱۰۹، ۱۵۱، ۱۶۱)

دعویٰ ۹ انجیل کے بہتیرے مقامات جو ہم نے ذیل میں جمع کئے ہیں اور جن میں اتفاقیہ طور پر عالم گیر انجیل کے اشارت ملتے ہیں یہ ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں۔ کہ خداوند یسوع مسیح دیدہ دانستہ بادشاہی کی ایسی بنیاد ڈال رہے تھے۔ کہ جس کے باعث یہ بادشاہی خود بخود غیر قوموں تک پھیل جائے۔ "تمہارا استاد ایک ہی ہے اور تم سب بھائی ہو۔ (متی ۲۳: ۸) اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی سے انکار کرے۔ اور اپنی صلیب اٹھائے اور میرے پیچھے ہولے (متی ۱۶: ۲۴، لوقا ۹: ۲۳)

مطالعہ تحریف اور مطلب برآری کے لئے سباق و سیاق سے جدا کر کے اقتباسات درج کرنا عیسائیوں کی ایک قدیمی عادت ہے۔ جو بیسویں صدی کی بھرپور تعلیمی روشنی میں بھی نہیں گئی۔ تمہارا استاد ایک ہی ہے۔ اور تم سب بھائی ہو' کے الفاظ محولہ حالات میں واقعی عام اور سب لوگوں کے لئے معلوم ہوتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت حال اس کے قطعی برعکس ہے۔ مسیح کے طویل خطاب سے ایک اقتباس ہے۔ جس کے شروع میں لکھا ہے "اس وقت یسوع نے بھیڑ سے اور اپنے شاگردوں سے یہ باتیں کہیں کہ"۔ اسی طرح مسیح کا دوسرا خطاب بھی شاگردوں سے تھا۔ (متی ۱۶: ۲۱) جب یار لوگ عام خطاب

ظاہر کر کے "مسیح کی بادشاہی" کو خواہ مخواہ کھینچ تان کر غیر قوموں تک پھیلانے جا رہے ہیں۔ یہی حال بقیہ اقتباسات کا ہے۔ ان کے مخاطب بھی یہودی ہی تھے۔

دعوےٰ نمبر۱۱ آخر میں ہم انجیل کے ان مقامات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ کہ جہاں خداوند کا وہ تبلیغی فرمان پایا جاتا ہے۔ جو آپ نے جی اٹھنے کے بعد دیا۔ "پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور انہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔ (متی ۲۸ : ۱۹)

یوں لکھا ہے کہ مسیح دکھ اٹھائے گا۔ اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھے گا۔ اور یروشلیم سے شروع کر کے ساری قوموں میں توبہ اور گناہ کی معافی کی منادی اس کے نام سے کی جائے گی۔"

(لوقا ۲۴ : ۴۶)

یروشلیم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک تم میرے گواہ ہو گے۔ (اعمال ۱ : ۸)

مطالعہ :- بات واقعی یوں ہے۔ کہ عیسائی بلکہ دراصل پولوسی کسی نہ کسی حیلے بہانے اپنے آپ کو پولوسی نہ ہونے اور مسیح کے مذہب کے علم بردار ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے تنکوں تک کے سہارے تلاش کرتے ہیں۔

نقادوں کے نزدیک متی ۲۸ : ۱۹ والا حوالہ تحریف ہے۔

مشکوک ہے ۔ مسیحؑ کا قول نہیں ہے ۔
(تفصیلات کے لئے دیکھیں تفسیر ڈملو)

دوسرے دونوں اقوال یعنی مسیحؑ کے منہ میں زبردستی ڈالے گئے معلوم ہوتے ہیں ۔ کیونکہ جیسا کہ ہمارے قائین خوب جان چکے ہیں ۔ ساری قوموں اور زمین کی انتہا تک کی جانے والی منادی یروشلیم سے نہیں انطاکیہ سے شروع ہوئی تھی ۔

مسیحؑ کی زبان پر یروشلم آ ہی نہیں سکتا تھا ۔ پروفیسر ڈین لکھتے ہیں "ہم یہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اگر یروشلیم خداوند پر ایمان لے آتا تو اس کا نتیجہ کیا ہوتا؟ ہم اس کا جواب نہیں دے سکتے ۔ ہم صرف اتنا جانتے ہیں ۔ کہ اس کا یسوعؑ کو رد کرنا حتمی تھا ۔"
(خلاصہ تاریخ بائبل مصنفہ پروفیسر بی ایس ڈین ایم ۔ اے ایڈیٹر بی ۔ ایل ٹرنر صفحہ ۔ ۱۶۰ کالم ۲)

یہی مصنف آگے چل کر لکھتا ہے ۔ آخرکار آدمی کے لئے مناسب جگہ ملی اور جگہ کے لئے مناسب آدمی ۔ انطاکیہ ایشیا میں آبادی اور تہذیب کا عظیم ترین مرکز تھا ۔ اور کلیسیا میں پولوس سب سے وسیع النظر اور متاثر کرنے والا آدمی تھا ۔ اس لمحہ سے جب پولوس انطاکیہ پہنچا ۔ پطرس اور یروشلیم پس منظر میں چلے گئے ۔ اور پولوس اور انطاکیہ نمایاں ہوگئے ۔ ایک نیا مرکز اور ایک رہنما حاصل ہوا اور دونوں ہی عالمگیر تبلیغی کام کے لئے

یروشلیم اور وہاں مقیم رہنماؤں کے مقابلہ میں زیادہ قابل تھے۔

(ایضاً صفحہ ۱۸۶ کالم ۲)

دعوے ۱۱ عالمگیر انجیل کا تصور یہودیوں کے لئے انوکھا نہیں تھا۔ کیونکہ ان کا ایک مقدس نبی سینکڑوں برس پیشتر یہ کہہ چکا تھا:-

"میں تجھ کو قوموں کے لئے نور بناؤں گا۔ کہ تجھ سے میری نجات زمین کے کناروں تک پہنچے"۔ (یسعیاہ ۴۹: ۶)

لیکن یہودیوں نے یہ نصب العین کبھی قبول نہیں کیا۔ اپنے مذہب کے قومی فخر کے باعث ان کے لئے مشکل تھا۔ کہ اپنا مذہب سب آدمیوں کے واسطے آزادانہ طور پر پیش کرتے۔

خداوند یسوع کے پہلے شاگردوں نے بھی اس دقت کو محسوس کیا تھا اور ان کا خیال تھا۔ کہ غیر قوم کے لوگ جو مسیحی ہونا چاہتے ہیں۔ ان کو لازم ہے کہ پہلے یہودی بنیں۔ رسولوں کے اعمال کی کتاب کا تعلق بہت کچھ اس بحث سے ہے۔ جو اس مسئلہ پر ہوئی۔

آخرکار رسولی عہد کے خاتمہ سے پیشتر خداوند یسوع مسیحؑ کا اصول غالب آیا اور کلیسیا کا دروازہ سب کے لئے کھول دیا گیا۔ تاکہ وہ اس میں داخل ہوں۔

مطالعہ:- (۱) تورات اور دیگر یہودی کتب مقدسہ میں انجیل کا کوئی ذکر بالکل نہیں۔ لہٰذا اس کی عالمگیری کا سوال ہی پیدا نہ ہوا۔

اندریں حالات عیسائی دعویٰ کہ عالم گیر انجیل کا تصور یہودیوں کے لئے انوکھا نہیں تھا۔ غلط بیانی ہے۔ مجذوب کی بڑ اور دیوانے کے خواب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ مسیحؑ اور اس کے شاگردوں کے وطیرہ اور اقوال کے خلاف جاتا ہے۔

سلمنسر شاہِ اسور ۷۲۱ قبل مسیحؑ میں دس یہودی قبائل کو اسیر بنا کر لے گیا تھا۔ جن کا تاریخ میں کوئی اتہ پتہ نہیں چلتا۔ کہ آسمان سے اڑا یا انہیں زمین نگل گئی

۵۸۶ قبل مسیحؑ میں شاہ بابل بنوکدنضر (یا بخت نصر) بقیہ دو یہودی قبائل کو قیدی بنا کر لے گیا تھا۔ بابل کی اسیری کے دوران یہودی بہت دل شکستہ تھے۔ یسعیاہ نبی انہیں تسلیاں دیتا نظر آتا ہے۔ جن میں سے اکثر و بیشتر محض خیالی پلاؤ اور بے سروپا ہیں۔ جن کا حقائق سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ مطلب و مفہوم کے اعتبار سے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

اب کتاب یسعیاہ میں سے مذکورہ آیت مکمل طور پہ پڑھیں۔ لکھا ہے:۔

"ہاں خداوند فرماتا ہے۔ کہ یہ تو ہلکی سی بات ہے۔ کہ کہ تو یعقوب کے قبائل کو برپا کرنے اور محفوظ اسرائیلیوں کو واپس لانے کے لئے میرا خادم ہو۔ بلکہ میں

تجھ کو قوموں کے لئے نور بناؤں گا. کہ تجھ سے میری نجات زمین کے کناروں تک پہنچے"

یہاں بھی پولوسی بھائی تحریف معنوی سے کام لے رہے ہیں۔ چلئے جی "مسیحؑ قوموں کے لئے نُور بن چُکا" اور "خدا کی نجات زمین کے کناروں تک پہنچ چکی"

لیکن پہلے مسیحؑ کو "یعقوب کے قبائل کو برپا کرنے" اور "محفوظ اسرائیلیوں کو واپس لانے والا" بھی تو ثابت کیا جانا چاہیئے۔

کب مسیحؑ نے بنی اسرائیل کے دس گم شدہ قبائل تلاش کیئے اور "محفوظ اسرائیلیوں" کو فلسطین میں واپس لایا؟۔

اس سوال کا جواب دینے کا بھاری پتھر کون اُٹھائے گا؟

اعمال ۱۳ : ۴۷ کی رو سے پولوس اس "نور" ہونے کا مصداق اور داعی ہے۔ حالانکہ وہ یہود کے نبی مسیحؑ کے مذہب تورات اور یہودیوں کے ایمان کا دشمن ہے۔

مسیحؑ اور اس کے اپنے شاگردوں کا مشن بنی اسرائیل کی (اور وہ بھی کھوئی ہوئی) بھیڑوں کو اکٹھا کرنا اور پھر انہیں راہ راست پہ لانا تھا۔ جو اکٹھی ہو نہ سکیں

رسولی عہد کے خاتمہ سے پیشتر خداوند یسوع کا نہیں پولوس

کا اصول غالب آیا۔ اور اس طرح پولوسیت کا دروازہ سب کے لئے کھول دیا گیا۔ یہودیوں نے مسیحؑ کو نہیں مانا تھا۔ مسیحؑ کے مذہب پہ پولوس کی گرفت سے ان کے مسیحؑ کو ماننے کے امکانات اگر کچھ تھے بھی تو معدوم ہو گئے۔

اب مسیحؑ کے مذہب کے نام پہ اس کی آڑ میں پولوس کا مذہب، یونانیت اور سورج پرستی چل رہا ہے۔ یہ پولوسیت کی عالم گیری ہے۔ مسیحؑ کے مذہب کی عالم گیری نہیں۔

اب کیا ہم اپنے معزز قارئین باتمکین سے اس سوال کا جواب دے سکنے کی امید رکھیں کہ

"کیا مسیحی مذہب عالم گیر مذہب ہو سکتا ہے؟"

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تحریر۔ عبد المجید امجد لاہور